ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.8 No.3 2024

پنجاب کی صوفی خانقاہوں پر محکمہ اوقاف کی عملداری کے مُعاشی اثرات

Economic effects of the Awqaf department on the Sufi Monesteries of the Punjab

1. **Dr. Sarfraz Ahmad Javed**
Ph.D Islamic Studies, Government College University Faisalabad, Pakistan
2. **Dr. Mahmood Ahmad (Corresponding Author)**
Assistant Professor, Department of Islamic studies, Government College University Faisalabad, Pakistan mahmood.ahmad@gcuf.edu.pk

Abstract

Mystisim, which through belief and practis helps Muslims attain nearness to Allah by way of ihsan with personal experience. It is not possible to deny the services of the Sufi monasteries in relation to the propagation of Islam in Punjab. Fear of God, complete trust in Allah Almighty, adherence to the Holy Sharia, service to the people and discipline were the special qualities of these monasteries. Served and guided people in every field of life. This service and guidance not only continued in all situations, but also in the most difficult situations, his struggle continued and he did everything possible for the welfare of the people without any government patronage. This article will be the gate way for the researchers who are researching in Mystisim to inform themselves about the Economic effects of the Awqaf department on the Sufi Monesteries of the Punjab.

Keywords: *Mystisim, Awqaf department, Sufi monasteries,role of sufi*

پنجاب میں اسلام کی اشاعت کے سلسلے میں صوفی خانقاہوں کی خدمات سے انکار ممکن نہیں۔خوفِ خدا،اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ ،شریعت مطہرہ کی پابندی، خدمتِ خلق اور نظم و ضبط ان خانقاہوں کی خاص خوبیاں تھیں۔صوفیہ کرام کی ان خانقاہوں نے زندگی کے ہر میدان میں عوام الناس کی خدمت اور رہنمائی کی۔یہ خدمت اور رہنمائی نہ صرف تمام حالات میں جاری وساری رہی بلکہ کٹھن ترین حالات میں بھی ان کی جدوجہد پیش پیش رہی اور انہوں نے بغیر کسی حکومتی سرپرستی کے عوام الناس کی فلاح وبہبود کے لئے ہر ممکن سعی کی۔عصرِ حاضر میں دنیا کے دیگر ممالک کی طرح پاکستان میں بھی خانقاہوں کی دیکھ بھال کے لئے محکمہ اوقاف کا قیام عمل میں لایا گیاہے۔چنانچہ اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی "محکمہ مذہبی امور واوقاف پنجاب کا قیام ہے۔جو The Punjab waqf properties ordinance 1979 کے تحت عمل میں لایا گیا۔اس کے اہم ترین اداروں میں ڈائریکٹوریٹ مذہبی امور ، ڈائریکٹوریٹ ایڈمنسٹریشن ، ڈائریکٹوریٹ اسٹیٹ، ڈائریکٹوریٹ پراجیکٹس، ڈائریکٹوریٹ ہیلتھ اور ڈائریکٹوریٹ فنانس خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

صوفی خانقاہوں پر محکمہ اوقاف کی عملداری کے معاشی اثرات کا جائزہ لینے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس کی آمدن اور ذرائع آمدن کا ذکر کیا جائے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

ا۔آمدن اور ذرائع آمدن:

محکمہ اوقاف پنجاب کے صوفی خانقاہوں پر معاشی اثرات بتانے سے قبل یہ بات اشد ضروری ہے کہ وہ ذرائع بیان کیے جائیں جن سے یہ محکمہ آمدن حاصل کرتا ہے۔۱۹۸۴ء کے اعداد و شمار کے مطابق محکمہ کے زیرِ تحویل مزارات کی تعداد ۲۷۶ ہے جبکہ مساجد کی تعداد ۴۰۶ ہے۔زرعی رقبہ ۷۳.۸۸۴ ایکڑ ہے جس میں قابل کاشت رقبہ ۷۴۷.۲۵ ایکڑ جبکہ ناقابل کاشت رقبہ ۸.۰۷ ایکڑ ہے۔دوکانوں کی تعداد ۱۵۹۶ ہے جبکہ گھروں کی تعداد ۱۷۴۱ ہے۔[1]

موجودہ دور میں ان اعداد و شمار میں خاصہ اضافہ ہو چکا ہے۔مزارات کی تعداد ۴۰۰ سے تجاوز کر گئی ہے۔[2] مساجد ۴۱۸ سے زائد محکمہ کی تحویل میں آچکی ہیں۔اسی طرح دیگر وقف املاک میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو چکا ہے۔[3] اس کی زیادہ تر آمدن مزارات سے حاصل ہوتی ہے۔آمدن کے ان طرق میں مزارات پر رکھے گئے کیش بکسز، زرعی زمینوں کے ٹھیکہ جات، پاپوش، پارکنگ سٹینڈ اور دیگر املاک کے ٹھیکہ جات اور وقف املاک کے کرایہ جات شامل ہیں۔[4]

جون ۲۰۱۸ء کے اعداد و شمار کے مطابق داتا دربار کی سالانہ اوسط آمدن ۲۲ کروڑ ہے۔[5] جبکہ دربار سے متعلقہ معاشی سرگرمیوں کو شامل کر کے تقریباً ۶۲ کروڑ ۹۷ لاکھ ۶۰ ہزار روپے بنتے ہیں۔[6] اسی طرح دربار حضرت بابا فرید اور بابا بلھے شاہ بشمول تمام معاشی سرگرمیاں بالترتیب ۶ کروڑ ۵۲ لاکھ روپے اور ا کروڑ ۲۵ لاکھ روپے بنتے ہیں۔[7] جبکہ عرس کے ایام میں یہ آمدن کئی گنا بڑھ جاتی ہے مثلاً سال ۲۰۲۱ء میں عرس کے ایام کے دوران ا کروڑ ۹۶ لاکھ ۱۳ ہزار ۹۳۰ روپے آمدن ہوئی۔یہ آمدن گذشتہ سال کی نسبت ۹ لاکھ ۴۰ ہزار ۳۷۶ روپے زائد ہے۔[8] اسی طرح دیگر مزارات سے اچھی خاصی سالانہ آمدن حاصل ہوتی ہے۔

محکمہ اوقاف حکومت پنجاب سے کسی قسم کی مالی معاونت حاصل نہیں کرتا اس کی آمدن کے اپنے ذرائع ہیں۔ یہ محکمہ خود مختار ہے اور حکومتِ پنجاب سے کچھ لینے کی بجائے اسے دیتا ہے۔[9] محکمہ کو کرایہ جات کی مد میں ۱۲.۲۲ کروڑ، کیش بکسز (boxes) سے ۴۸.۸۵ کروڑ، زرعی زمین کے ٹھیکوں سے ۱۹.۰۹ کروڑ، حفاظت پاپوش سے ۳.۶۷ کروڑ اور گل فروشی سے سالانہ ۵۳.۲۵ لاکھ روپے حاصل ہوتے ہیں۔سالانہ بجٹ ۱۳-۲۰۱۲ء ۱۲۹.۱۵ کروڑ ہے[10] جبکہ سالانہ بجٹ ۱۸-۲۰۱۷ء ۱۹۰ ملین روپوں سے تجاوز کر چکا ہے۔[11]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

۲۔ مساجد کا انحصار

محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب کے زیرِ تحویل کم و بیش پانچ سو کے قریب مساجد ہیں جن کا مکمل طور پر معاشی انحصار محکمہ ہذا پر ہے۔ ان مساجد کے آئمہ، خطباء، مؤذنین، خدام اور دیگر عہدیداروں کی تنخواہیں، مسجد کے ماہانہ بجلی کے بل، صفوں اور قالینوں کا خرچ، سالانہ دینی محافل کا خرچ اور مرمت وغیرہ کا خرچہ محکمہ اوقاف ادا کرتا ہے۔ ان مساجد میں دیگر مساجد کی طرح چندے کے لیے اپیلیں یا اعلانات نہیں کیے جاتے۔ اس طرح ایک خطیر رقم کا بوجھ عوام الناس کے کندھوں سے اتر جاتا ہے ورنہ ان کو مساجد کے لیے اپنے بجٹ سے اچھا خاصا سرمایہ ادا کرنا پڑتا جس سے ان کی معاشی حالت کافی حد تک متاثر ہوتی۔[12]

محکمہ اوقاف نے اپنے ذاتی بجٹ سے صوبہ پنجاب کے مزارات پر نہایت خوبصورت اور شاندار مساجد تعمیر کروائی ہیں اور ان میں باقاعدہ عملہ تعینات کیا ہے تاکہ معاملات خوش اسلوبی سے چل سکیں۔ ۱۹۸۹ء میں محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب نے گیارہ کروڑ روپے کی لاگت سے داتا دربار مسجد تعمیر کی۔[13] ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۵ء تک ۱۲ کروڑ روپے کی لاگت سے مسجد دربار حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر تعمیر ہوئی۔[14] ۱۹۹۹ء میں مسجد بی بی پاک دامناں کی تزئین و آرائش اور بحالی کے لیے ۴لاکھ ۳۴ ہزار روپے مختص کیے گئے۔[15] اسی طرح مسجد دربار حضرت بابا بلھے شاہ اور حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر و توسیع خطیر رقوم سے کی گئی، یہی رقوم اگر عوام الناس کی جیبوں سے نکلوائی جاتیں تو وہ معاشی طور پر کافی متاثر ہوتے۔[16]

۳۔ مدارس کا انحصار

مدارس میں بچوں کو مفت تعلیم دی جاتی ہے یہاں تک کہ ان کی رہائش، یونیفارم، کھانا اور دیگر لوازمات کے اخراجات بھی محکمہ اوقاف ادا کرتا ہے۔ اس طرح والدین پر فیسوں اور دیگر اخراجات کی مد میں اضافی بوجھ نہیں پڑتا۔ بڑے مدارس اور اداروں میں طلباء کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے، جو محکمہ ہذا کی اس پالیسی سے خاطر خواہ معاشی فوائد حاصل کر رہی ہے۔ صرف جامعہ ہجویریہ میں طلباء کی تعداد ۳۵۰ کے لگ بھگ ہے جو کہ اقامتی طلباء ہیں جبکہ ۱۰۰ طلباء ڈے سکالرز ہیں۔[17] اسی طرح علماء اکیڈمی بھی ایک اقامتی ادارہ ہے جو زیرِ تربیت طلبہ کو رہائش، کھانا، بجلی، پانی، گیس، گدے اور پلنگ جیسی سہولیات مہیا کرتا ہے۔ اس میں جملہ ضروریات کی بروقت فراہمی کے لیے ایک باقاعدہ سپرنٹنڈنٹ موجود ہے۔[18] محدود سطح پر طلباء کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں اور تعلیمی اور مطالعاتی دوروں میں بھی طلباء کو خصوصی رعایت دی جاتی ہے۔[19]

داتادربار دستکاری سکول میں طلباء کی تعداد ۱۰۰ ہے اسی طرح جامعہ رحیمیہ نیلا گنبد میں طلباء کی تعداد ۱۰۰ سے متجاوز ہے۔[20] اسی طرح دارالعلوم جامعہ فریدیہ دربار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃاللہ علیہ پر بھی طلباء کی تعداد ۶۰ سے زیادہ ہے۔[21] درج بالا تعلیمی مدارس اوربقیہ ۷۰ دینی مدارس میں بھی طلباء کو رہائش، کھانے اور دیگر سہولیات سے آراستہ کیا جاتا ہے اور یہ تمام سہولیات بھی اُن کو مفت حاصل ہیں۔ نیز ان مدارس کے اساتذہ کرام، مدرس، صدر مدرس اور درجہ چہارم کے دیگر ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر اخراجات بھی محکمہ اوقاف پنجاب اپنی جیب سے ادا کرتا ہے۔اس طرح طلباءاور والدین کو ایک بہترین تعلیمی نظام سے مفت فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا ہے اور وہ اس سے مستفید بھی ہو رہے ہیں۔[22]

۴۔ملازمین کے لیے رہائش اور بچوں کے لیے تعلیمی وظائف

محکمہ اوقاف پنجاب نے ملازمین کی معاشی حالت میں بہتری کے لیے مخصوص جگہوں پر مفت سرکاری رہائش کی سہولت دی ہے۔ یہ سہولت اعلیٰ افسران کو دیئے جانے والے بنگلوز اور گھروں کے علاوہ ہے اس معاملے میں مزار حضرت بابافریدالدین گنج شکر رحمۃاللہ علیہ منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ یہ مزار ۴۰ ملازمین کو مفت رہائش کی سہولت مہیا کرتا ہے۔[23]

محکمہ اوقاف کی علماء اکیڈمی کا شعبہ تعلیمات محکمہ ہذا کے کم تنخواہ پانے والے ملازمین کے بچوں کو تعلیمی وظائف جاری کرتا ہے جس سے ان کی تعلیمی ضروریات بھی پوری ہو جاتی ہیں اور معاشی حالت میں بھی بہتری کے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔[24]

۵۔مفت طبّی سہولیات کی فراہمی

محکمہ ہذا کے بہت سے فلاحی ادارے کارِخیر میں سرگرداں ہیں جن میں ہسپتال،ڈسپنسریاں اور فری طبّی کیمپ شامل ہیں۔ان سب میں سرِفہرست داتادربار ہسپتال ہے۔جدید سہولیات سے آراستہ یہ ہسپتال ۹۵ بیڈز پر مشتمل ہے۔ اس میں سالانہ ۵ لاکھ ۷۴ ہزار ۵ سو مریضوں کا علاج شعبہ بیرونی مریضاں میں کیا جاتا ہے۔امراضِ چشم کے سالانہ ۱۱ ہزار اور زچگی کے سالانہ ۷۳ ہزار مریض استفادہ کرتے ہیں۔یہ چوبیس گھنٹے کھلا ہوتا ہے جس میں ۳۵ ڈاکٹر،۱۰۰ ڈسپنسر اور نرسز جبکہ ۶۵ کے قریب دیگر عہدیدار موجود ہوتے ہیں۔انتظامیہ تنخواہوں کی مد میں سالانہ ۱۸ لاکھ روپے خرچ کر رہی ہے۔اس میں دیگر سرکاری ہسپتالوں کی طرح ناک،کان،گلا،آنکھ،دندان،زچہ بچہ،معدہ اور دیگر امراض کے الگ الگ شعبہ جات قائم ہیں۔ محکمہ اوقاف کا یہ سب سے بڑا طبّی ادارہ سالانہ دو کروڑ ۸۰ لاکھ روپے کی خطیر رقم حفظانِ صحت پر خرچ کرتا ہے۔

دوسرا بڑا طبّی ادارہ بابا فرید شفاخانہ ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا ہسپتال ہے اس میں میڈیکل آفیسر، ڈاکٹر، نرس اور مڈوائف کی سہولت موجود ہے۔ اس ہسپتال سے ۳۶ ہزار پانچ مریض مفت طبّی سہولت حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت بہاء الدین زکریا اور حضرت شاہ رکن عالم کے مزارات پر بھی ایک چھوٹا سا ہسپتال موجود ہے جس سے سالانہ ۲۰۰ مریض مفت علاج معالجہ کی سہولت حاصل کرتے ہیں اور ادویات کے خرچ کی مد میں سالانہ ۱۸ لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں۔

عرس کے موقع پر دربار حضرت بابا بلھے شاہ اور دیگر بڑے مزارات پر فری طبّی کیمپ بھی لگایا جاتا ہے جس سے لاکھوں لوگ فری طبّی سہولیات حاصل کرتے ہیں۔[25] نیز ان درج بالا طبّی اداروں کے علاوہ پنجاب میں صوفیاء کے مزارات پر ۱۶ فری ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں جن میں حضرت مادھو لال ڈسپنسری، بی بی پاکدامناں ڈسپنسری، میراں حسین زنجانی ڈسپنسری، حضرت غلام فرید کوٹ مٹھن ڈسپنسری، امام علی الحق سیالکوٹی ڈسپنسری اور ڈسپنسری حضرت شاہ کمال (قصوری) اور ماڈل مسجد کمپنی باغ سرگودھا کی فری ڈسپنسریاں شامل ہیں۔[26]

۶۔ مستحق بچیوں کی شادی میں مالی امداد

محکمہ اوقاف پنجاب نے غریب خاندانوں کی بچیوں کی شادی کے لیے قابل تحسین انقلابی اقدامات اٹھائے ہیں جن میں مستحق دلہنوں کو مکمل جہیز اور جہیز کی مد میں معقول مالی امداد شامل ہے۔ ذیل میں تین منصوبوں کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

۱۔ دربار حضرت داتا دربار سے سالانہ ۶۰۰ مستحق دلہنوں کو جہیز کی مد میں ۲۰۰۰۰ روپے فی کس دیئے جاتے ہیں۔[27]

۲۔ علاوہ ازیں دربار حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ پر قائم ''ہجویری رفیع جہیز کمیٹی'' کی طرف سے ماہانہ ۲۵ غریب لڑکیوں کو مکمل جہیز پیکج دیا جاتا ہے۔[28]

۳۔ دربار حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۵۰ دلہنوں کو سالانہ ۱۵ ہزار روپے فی کس جہیز کی مد میں دیا جاتا ہے۔[29]

۴۔ دربار حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک علاقائی فنڈ قائم کر رکھا ہے جس سے سالانہ درجنوں دلہنوں کو جہیز دیا جاتا ہے۔[30]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

۷۔مزارات کی تعمیر وتوسیع

مزارات کی تعمیر و توسیع اور مرمت کے لیے محکمہ اوقاف ہر سال اپنے بجٹ کا چھٹا حصہ مختص کرتا ہے تاکہ زائرین اور اہل علاقہ کو اس معاشی مشکل سے حتی الامکان دور رکھا جائے اس کے لیے باقاعدہ زمین کی خریداری اور تعمیرات کے لیے ایک خطیر رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔۱۹۸۹ء میں محکمہ اوقاف نے ۳۴ کروڑ روپے کی لاگت سے داتا دربار کمپلیکس تعمیر کیا جس میں سماع ہال، دفاتر، مدرسہ، مرکز معارف اولیاء لائبریری اور پارکنگ وغیرہ شامل ہیں۔

۱۹۶۸ء میں ۱۶۶ مربع فٹ پر مزار وارث شاہ کی تعمیر کے علاوہ ۲۰۰ فٹ لمبا حفاظتی پشتہ اور ۳۰۰ فٹ لمبی دیوار کے لیے ۵۶۰۰۰ روپے کا تخمینہ لگایا گیا بعدازاں ۱۹۷۴ء سے ۱۹۷۸ء کے دوران درج بالا تعمیرات کے ساتھ پنجاب آرٹس کونسل، وارث شاہ آڈیٹوریم اور لائبریری کی تعمیر پر چالیس لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ ۲۰۰۲ء میں بابا بلھے شاہ مزار کی تعمیراتی لاگت کا تخمینہ ۴ کروڑ لگایا گیا۔بعدازاں اس منصوبے کو وفاقی اور صوبائی حکومت کے تعاون سے معمولی سے اضافے کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچادیا گیا۔

مزار حضرت بابا فرید کی توسیع کے لیے مجموعی طور پر ۱۸.۱۶ کروڑ روپے کا ابتدائی تخمینہ لگایا گیا جس میں نئی مسجد، لائبریری، برآمدہ جات، ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کثیر المقاصد ہال، مدرسہ اور ڈیوڑھی اور وضو خانہ شامل ہیں۔اس منصوبہ کی تکمیل کے لیے ۱۲ کروڑ وفاقی حکومت کی طرف سے اور ۵ کروڑ صوبائی حکومت کی طرف سے دیئے جانے تھے۔جون ۱۹۹۶ء سے شروع ہونے والا یہ منصوبہ بالآخر ۲۰۰۵ء کو چالیس لاکھ روپے کے اضافی اخراجات اور مختلف پیچیدہ مراحل سے گزرنے کے بعد پایہ تکمیل کو پہنچا۔

مزار حضرت بی بی پاکدامناں کے داخلی خارجی دروازے، مسافر خانہ، ہال، لنگر خانہ، ڈسپنسری اور دیگر تعمیرات ۱۹. ۴۸ لاکھ روپے کی رقم سے تعمیر ہوئے۔اس طرح زائرین کو کشادہ اور صاف ستھرا ماحول میسر آگیا۔ حضرت شاہ حسین لاہوری کے مزار کی دوبارہ تعمیر اور دیگر تعمیرات و مرمت کی صورت میں محکمہ اوقاف کو اچھا خاصہ بجٹ استعمال کرنا پڑا ہے لیکن مزار کے اوپر سبز گنبد، قبر کے گرد لوہے کا جنگلا اور داخلی اور خارجی دروازوں کی تعمیرِ نو نے اس کے حسن کو چار چاند لگادیئے ہیں۔اسی طرح مزار حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ پر سماع ہال، ڈسپنسری، لنگر خانہ کے لیے دو کروڑ روپے جبکہ فرش بندی کے لیے ۱۶.۴۴ ملین روپے الگ طور پر خرچ کیے۔وسطی پنجاب کی دیگر چھوٹی بڑی خانقاہوں پر بھی وقتاً فوقتاً ضروری تعمیر و مرمت کا کام جاری وساری رہتا ہے جسے محکمہ اوقاف کی زیر نگرانی پایہ تکمیل تک پہنچایا جاتا ہے۔[31]

۸۔مفت کھانے کی سہولت

کھانا کھلانا ایک بہت بڑی نیکی ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اور خوشنودی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء حضرت جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَ أُلسَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَن لَم تَعْرِفْ"[32]

ترجمہ: "تم کھانا کھلاؤ ہر ایک کو سلام کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔"

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت ہے کہ حضور خاتم المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اعْبُدُالرَّحْمٰنَ، وَأَطْعِمُ الطَّعَامَ، وَأَفْشُو السَّلَامَ، تَدْخُلُو الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ"[33]

ترجمہ: "رحمٰن کی عبادت کرو (مخلوقِ خدا کو) کھانا کھلاؤ اور سلام کرنے کو رواج دو۔ تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

چنانچہ صوفیاء کرام کا بھی یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ خانقاہ پر آنے والے ہر شخص کو بلا تفریق کھانا کھلاتے تھے بلکہ ان میں سے بعض خانقاہیں غریبوں اور بھوکوں کو کھانا کھلانے میں پوری دنیا میں مشہور تھیں جیسے خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ہر ماہ، غرباء و فقراء کے لیے بننے والے کھانے میں ۲ ہزار ۸ سو گرام صرف نمک ڈالا جاتا تھا۔ اس سے آپ کھانے کی مقدار کا با آسانی اندازہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح بیرونی حملہ آوروں کی وجہ سے جب لوگوں کے گھر تباہ و برباد ہو گئے تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خانقاہ کے خرچ پر لوگوں کو گھر تعمیر کروا کے دیئے اور اس عمل کی بذاتِ خود نگرانی کی۔[34]

پنجاب میں صوفیاء کی خانقاہیں اب بھی اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔ خانقاہ حضرت داتا صاحب پر روزانہ اوسطاً دس ہزار لوگ کھانا کھاتے ہیں جن میں زیادہ تر تعداد غرباء، فقراء، معذور، دیہاڑی دار اور مسافروں کی ہوتی ہے۔ ایک طرف تو یہ مفلس اور نادار لوگوں کو کھانا مفت فراہم کرتی ہے دوسری طرف قیام کی سہولت سے بھی مستفید ہو کر وہ اپنے پیسے اہل و عیال پر خرچ کر سکتے ہیں۔ ایک فرد کے کھانے کا خرچ اگر ۴۰ روپے فی کس بھی ہو تو محکمہ اوقاف کو سالانہ ۱۴ کروڑ ۶۰ لاکھ روپے لنگر خانے کی مد میں خرچ کرنے ہوتے ہیں۔

خانقاہ بابافرید الدین گنج شکر رحمۃاللہ علیہ سے روزانہ تقریباً ۳ہزار لوگ مستفید ہوتے ہیں جس کے سالانہ ۴ کروڑ ۳۸لاکھ روپے بنتے ہیں۔[35] جبکہ خانقاہ حضرت بابابلھے شاہ میں تقریباً ۲۰۰ مفلس و نادار لوگ کھانا کھاتے ہیں اور محکمہ کو تقریباً ۲۹لاکھ ۲۰ہزار روپے سالانہ خرچ کرنا پڑتے ہیں۔ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃاللہ علیہ اور شاہ رکن عالم رحمۃاللہ علیہ کی خانقاہوں سے اوسطاً ۵۰۰لوگ روزانہ کھانا کھاتے ہیں جس کے لیے محکمہ کو سالانہ تقریباً ۷۰ لاکھ ۳۰ہزار روپے کے قریب خرچ کرنا پڑتے ہیں۔[36] اسی طرح دربار حضرت داتاصاحب، دربار بابافرید رحمۃاللہ علیہ میں ہر سال رمضان المبارک کے مہینے میں ۱۰۰۰ سے زائد لوگ اعتکاف کرتے ہیں جن کی سحری اور افطاری کا خرچ بھی محکمہ اوقاف اپنے ذرائع سے ادا کرتا ہے۔[37]

۹۔خانقاہوں سے ملحقہ اور وابستہ لوگوں کا کاروبار

خانقاہوں سے ملحقہ اور وابستہ لوگوں کا مکمل طور پر معاشی انحصار انہی خانقاہوں پر ہے۔ ان لوگوں میں سرکاری، پرائیویٹ، ٹھیکیدار، باورچی، قوال، دوکاندار، ہوٹل مالکان، چھابڑی والے اور دیگر شامل ہیں۔ زیادہ تر لوگوں کا کاروبار نجی ہے لیکن وہ اس سے اچھاخاصا نفع حاصل کرتے ہیں۔ دربار حضرت علی ہجویری رحمۃاللہ علیہ پر باورچیوں کی تعداد ۸۰ ہے جن میں ہر ایک ۳۲لاکھ ۱۰ہزار سالانہ کماتا ہے۔ دربار حضرت بابافرید رحمۃاللہ علیہ پر ۱۱ باورچی ہیں جن میں ہر ایک سالانہ ایک لاکھ ۸ہزار کماتا ہے اسی ملتی جلتی صورتحال دیگر مزاروں کی ہے۔ ہر پکوان گھر میں تقریباً ۹ ملازم کام کرتے ہیں۔ دربار حضرت داتاصاحب اور بابافرید کے قریب بالترتیب ۱۵ا ور ۱۲ ہوٹل ہیں جن میں تین وقت کے کھانے کے ساتھ ساتھ رہائش کی بھی سہولت موجود ہے اور زائرین سے خاطر خواہ نفع وصول کرتے ہیں۔[38]

دربار حضرت باباصاحب پر باقاعدہ ۳۴۲ قوال ہیں جن کی سالانہ آمدن ۳لاکھ ۱۲ہزار روپے فی کس ہے۔ دربار حضرت بلھے شاہ پر باقاعدہ ۱۲ قوال ہیں جن میں سے ہر ایک سالانہ ایک لاکھ ۸ہزار روپیہ کماتا ہے۔ ان کے ساتھ ۷ بندے اوسطاً قوالی میں شریک ہوتے ہیں ان کو الگ سے حصہ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح دربار حضرت داتاصاحب پر ۹۰ دوکانیں، چادروں، پھول، ٹوپیوں، کھجوروں، زیوارت اور تسبیح والی ہیں۔ ہر دوکان کی سالانہ آمدن ۳ لاکھ ۲۱ہزار روپے سے زیادہ ہے۔ دربار حضرت باباصاحب پر ۱۴۸ دوکانیں شکر اور زیوارت کی ہیں۔ ہر ایک کی سالانہ آمدن ۹ لاکھ ۳۰ ہزار روپے ہے۔ اسلامی کتابوں اور صوفیانہ شاعری کی ۴۲دوکانیں ہیں جو ۵لاکھ ۴۴ہزار روپے سے زیادہ آمدن دیتی ہیں۔[39] تقریباً ۲۰۰ چھابڑی والا داتادربار پر ۱۶۰، باباصاحب پر ہیں کہ بالترتیب ایک لاکھ ۶۲ہزار اور ایک لاکھ ۳۲ہزار سالانہ کماتے ہیں۔ داتادربار سے ملحقہ اور وابستہ لوگوں کے کاروبار اور دوکانوں سے تقریباً ۶۲ کروڑ ۹۷ لاکھ ۶۰ہزار روپے، اسی طرح دربار حضرت باباصاحب سے ۵۰ کروڑ ۵۵لاکھ ۳۶ہزار روپے جبکہ دربار بابابلھے شاہ سے ۴ کروڑ ۸۷لاکھ ۲ہزار روپے سالانہ آمدن ہوتی ہے۔[40]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

۱۰۔خواص کی بجائے عامۃ الناس کی خیر خواہی

محکمہ اوقاف کی تحویل میں آنے سے پہلے یہ خانقاہیں مالی طور پر صرف مزار کے مجاور کے لیے فائدہ مند ہوتی تھیں۔ وہ دربار کے احاطہ کے اندر اپنی مخصوص نشست گاہ پر بیٹھ جاتا، ارادت مندوں میں اکثر وبیشتر لوگ اس کو چڑھاوے کے طور پر کچھ نہ کچھ لازمی دے جاتے جو صرف اسی کا ہوتا تھا اس میں کسی دوسرے کی شمولیت نہ ہوتی۔ لیکن جو دربار سے آمدن ہوتی وہ سب مجاورین کو یکساں ملتی۔ یہ مجاورین بھی عموماً ایک خاندان کے ہوتے تھے۔ محکمہ کے زیرِ تحویل آنے کے بعد یہ رقم سنٹرل اوقاف فنڈ میں جمع ہوتی ہے اور وہاں سے پورے پنجاب کی خانقاہوں کو حسبِ ضرورت اور وقتاً فوقتاً خرچ کے لیے جاری ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس فنڈ سے پنجاب کی تمام خانقاہوں کے مقامی اور غیر مقامی زائرین مستفید ہوتے ہیں[41] اور پہلے جس طرح گدی نشین خانقاہوں کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھتے تھے وہ تاثر ختم ہوا اور عوامی شمولیت کے در کھلنے لگے اور عوام کو ان خانقاہوں پر اجنبیت کی بجائے اپنائیت کا احساس ہونے لگا ہے۔[42]

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری خانقاہوں سے متعلق معاشی سرگرمیوں کا خلاصہ کچھ اس طرح پیش کرتے ہیں:

> ''پاکستان میں خانقاہوں اور مزارات میں کئی مراکز فلاحی اداروں کے طور پر معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے بہت زیادہ متحرک ہیں یہ مزارات بطور فلاحی ادارے معاشرے کی کئی طرح سے معاشی اور معاشرتی مدد کر رہے ہیں مثلاً: غیر اعلانیہ مدد، تعاون، جذباتی اور نفسیاتی معاونت، مریدین اور زائرین کی روحانی اور مذہبی تربیت، بے گھروں کو قیام گاہ اور پناہ اور ہزاروں بھوکوں کو ماہانہ کھانا کھلانا، علاوہ ازیں اداروں میں ہزاروں ملازمت کے مواقع ملتے ہیں اور ماہانہ ہزاروں گھرانوں کی مالی مدد کر کے ملکی سطح پر بلاواسطہ مدد کرتے ہیں۔''[43]

حوالہ جات

[1] http://www.Jstore.org/stable/1571046, retrived on 30-03-2019

درج بالا اعداد و شمار جدہ سعودی عرب میں منعقدہ ایک سیمینار میں A.A.Khan کے ریسرچ پیپر میں بیان کیے گئے ہیں۔ سیمینار کا عنوان Management & development of AUQAF properties تھا۔ بعد ازاں یہ اعداد و شمار S.Jamal Malik نے اپنے آرٹیکل Waqf in Pakistan: Change in Traditional Institutions میں بیان کیے۔

[2] غافر شہزاد، پنجاب میں صوفی درگاہیں (کمال سے زوال تک)، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۴ء، ص: ۵۲

[3] مجلہ معارف اولیاء (مدیر: ڈاکٹر طاہر رضا بخاری) لاہور: محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب، مارچ ۲۰۰۹ء، شمارہ: ۱، ۳۴/۷

[4] پنجاب میں صوفی درگاہیں، ص: ۴۴

[5] ایضاً، ص: ۲۸

[6] قادری، حسین محی الدین، ڈاکٹر، اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور، لاہور: منہاج القرآن پرنٹرز، جون ۲۰۱۸ء، ص: ۸۱

[7] ایضاً، ص: ۸۲۔۸۵

[8] روزنامہ ۹۲ نیوز اُردو، فیصل آباد، ۱۷ اکتوبر ۲۰۲۱ء، ص: ۱

[9] پنجاب میں صوفی درگاہیں، ص: ۲۸

[10] ایضاً، ص: ۲۷۔۲۸

[11] www.brecorder.com, retrivedon 14-06-2017

[12] اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور، ص: ۸۰

[13] پنجاب میں صوفی درگاہیں، ص: ۲۸

[14] انٹرویو، محمد علی (آفس سپرنٹنڈنٹ دربار حضرت بابا فرید)، پاکپتن، ۹ جولائی ۲۰۲۰ء، ۱۰ بجے صبح

[15] پنجاب میں صوفی درگاہیں، ص: ۱۳۸

[16] ایضاً، ص: ۲۸

[17] مجلہ معارف اولیاء، ص: ۱۷۔۱۸

[18] تعارف علماء اکیڈمی، ص: ۲۶

[19] ایضاً، ص: ۲۷

20 مجلہ معارف اولیاء، ص: ۱۳

21 قاری سعید احمد صاحب، مدرس دارالعلوم جامعہ فریدیہ کے زبانی انٹرویو سے ماخوذ(یہ انٹرویو ۹ جولائی ۲۰۲۰ء کو دربار بابا پاکپتن میں خود راقم الحروف نے کیا۔)

22 علماء اکیڈمی، ص: ۳۵۔۳۶

23 اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور، ص: ۸۲

24 تعارف علماء اکیڈمی، ص: ۳۷

25 اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور، ص: ۷۹۔۸۲

26 http://www.cmpunjab.gov.pk/occ/ui/online complaints.aspx, retrived on 19-12-2019

27 اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور، ص: ۸۰

28 http://www.cmpunjab.gov.pk retrived on 19-12-2019

29 اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور، ص: ۸۳

30 ایضاً، ص: ۸۵

31 خلاصہ ماخوذ از پنجاب میں صوفی درگاہیں، ص: ۲۸۔۱۷۹

32 بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بیروت، لبنان: دارابن کثیر، الیمامہ، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء، رقم الحدیث: ۲۰۶۶

33 مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، بیروت، لبنان: داراحیاء التراث، ۴: ۲۴۷، رقم الحدیث: ۱۶۳۵

34 Bigelow, A.B, Sharing saints, shrines and stories: Practicing pluralism in North India, Doctoral Dissertation, University of California, Santa Barbara, 2004.

35 اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور، ص: ۸۰۔۸۲

36 ایضاً، ص: ۸۴۔۸۷

37 آفس سپرنٹنڈنٹ دربار حضرت بابا فرید رانا محمد علی کے انٹرویو سے ماخوذ(یہ انٹرویو ۹ جولائی ۲۰۲۰ء کو دربار بابا فرید پاکپتن میں صبح ۱۰:۳۰am پہ کیا گیا۔)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

38 اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور، ص:۸۰۔۸۳

39 ایضاً، ص:۸۰۔۸۵

40 ایضاً، ص:۸۰۔۸۶

41 پنجاب میں صوفی درگاہیں، ص:۶۲

42 ایضاً، ص:۷۳

43 اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور، ص:۸۷